مسائل وعقائد میں

غیر مقلدین اور شیعہ مذہب کا توافق

از قلم

مولانا محمد جمال صاحب بلند شہری

منجانب

النعمان سوشل میڈیا سروسز

مقالہ نمبر۱

مسائل وعقائد میں

غیر مقلدین اور شیعہ مذہب کا توافق

از

جناب مولانا محمد جمال صاحب بلند شہری

استاذ دار العلوم دیوبند



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیعہ اور غیر مقلدین کی تاریخ ولادت اور پس منظر

اسلام میں رونما ہونے والے فرقوں میں قدیم ترین فرقہ شیعہ فرقہ ہے جو ایک سازش کے تحت وجود میں لایا گیا، یہود کی اسلام دشمنی کسی پر مخفی نہیں، قرآن نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃَ الآیۃ.... تاریخ اسلام کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ اسلام کی آمد کے وقت سے اسکی رفتار ترقی برق رفتاری کے ساتھ حیران کن طریقہ سے جزیرۃ العرب سے نکل کر روم و فارس کی سلطنتوں کو اپنے زیر اقتدار لیتی ہوئی مصر، شام، عراق، جزیرہ، خوزستان، عراق عجم، آرمینا، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان، مکران اور بلوچستان کی حدود کو بھی پار کر گئی۔ صیہونی اور استعماری طاقتیں اسلام کی اس آفاقی ہمہ گیر ترقی سے نہ صرف یہ کہ حیران تھیں بلکہ خوف زدہ بھی تھیں، اور میدان کارزار میں بار بار شکست کھانے کے بعد ان کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ مسلح تصادم کے ذریعہ اسلام کے سیلاب کو روکنا ممکن نہیں ہے، تو کافی بحث و تمحیص اور صلاح و مشورہ کے بعد یہ طے کیا گیا کہ اگر اسلام کے سیل رواں کو روکنا ہے تو پالیسی بدلنی ہوگی، اور پالیسی یہ ہونی چاہئے کہ کسی بھی طریقہ سے اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا جائے اور مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کر دیا جائے اور ان کے عقائد کو مشکوک بنا دیا جائے، چنانچہ اس کام کے لئے یمن کے شہر صنعاء کے ایک یہودی عبد اللہ ابن سبا المعروف بابن سوداء کو منتخب کیا گیا، چنانچہ ابن سوداء منافقانہ طور پر اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں کے عقائد کو مشکوک اور اسلامی صفوں میں انتشار پیدا کرنے لگا۔

خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت کے آخری ایام میں افراتفری کے جو حالات رونما ہوئے ان سے حضور کے زمانہ میں شہر بدر کئے ہوئے یہودیوں نے بڑا فائدہ اٹھایا، خود آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اسلام کے خلاف متعدد سازشیں کیں۔

یہودیوں نے دیکھا کہ اسلام کو کمزور کرنے اور اس کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا چولا پہن کر مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہوا جائے اور اس طریقہ سے ان کے عقائد کو مشکوک و مشتبہ بنایا جائے، تاکہ ان کے اندر سے دین کی اسپرٹ ختم ہو جائے اس خطرناک منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہت سے یہودیوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ عبداللہ بن سبا ان یہودیوں میں سرفہرست تھا اور اس تمام تر توجہ کا مقصد اسلامی عقائد پر شک و شبہ کا اظہار کرنا اور حضور ﷺ سے منسوب کر کے جھوٹی احادیث تیار کرنا تھا۔

مصر کے ایک مشہور عالم دین شیخ محمد ابوزہرہ لکھتے ہیں:

کہ حضرت علیؓ ابن سبا کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ شخص حضور اکرم کی جانب جھوٹی باتیں منسوب کرتا ہے۔ (تاریخ المذاہب الاسلامیہ ج ۱ ص ۳۵ محمد ابوزہرہ)

معتبر تاریخی حوالوں کے مطابق عہد عثمانی کے اواخر میں ابن سبا کا ظہور ہوا اور اس کا نصب العین تحریک اسلامی کو ہر طرح شل اور معطل کرنا تھا، اس سلسلہ میں اس کا پہلا وار عقیدۂ توحید پر تھا جو اس عظیم تحریک کی روح تھی، اس کے بعد اس کا نشانہ داعی توحید کی شخصیت تھی۔

یمن کے اس یہودی نے نبی امی ﷺ کی قدر و منزلت کم کرنے کیلئے "امامت اور عصمت ائمہ" کا نظریہ پیش کیا اور کہا کہ امامت امیر المؤمنین علیؓ کا موروثی حق ہے کیونکہ جس طرح ہر نبی کا ایک وصی ہوتا چلا آیا ہے اسی طرح امیر المؤمنین بھی نبی علیہ السلام کے وصی ہیں۔ (کشی، معرفۃ اخبار الرجال ص ۷۱، نعمت اللہ جزائری انوار النعمانیہ ص ۲۰۷)

ابتداء لفظ شیعہ حمایتی اور طرفدار کے معنی میں استعمال ہوا، حضرت عثمانؓ کے طرف دار اور مداحوں کو شیعان عثمان اور حضرت علیؓ کے حمائتیوں اور بہی خواہوں کو شیعان

علی کہا جاتا تھا اور یہ نظریاتی نہیں بلکہ سیاسی تقسیم تھی ۹ ۳ھ میں کچھ لوگ حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کو فضیلت دینے لگے اور حضرت علیؓ کے بارے میں دیگر خرافات مثلاً وصی اور خلیفۃ الرسول اور امام کی معصومیت کا عقیدہ ان میں شامل ہو گیا، بس یہی تھا شیعیت کا نقطۂ آغاز شیعان عثمان نے جب دیکھا کہ شیعان علی کہلانے والے اپنے عقیدہ میں غلو کرنے لگے اور اسلام کی روح کے منافی عقیدے اختیار کرتے ہیں تو حضرت عثمانؓ کے حمائتیوں نے خود کو شیعان عثمان کہنا بند کر دیا، اب میدان میں صرف شیعان علی رہ گئے، رفتہ رفتہ انہوں نے بھی اضافت کو ختم کر کے اپنے آپ کو مطلقاً شیعہ کہنا شروع کر دیا، اسلام کو جس قدر فرقۂ شیعہ سے نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے کسی بدترین سے بدترین دشمن سے نہیں پہنچا آج تک امت اس نقصان کا خمیازہ بھگت رہی ہے، اب آخر میں ایک نومولود فرقہ جو اپنے آپ کو بزعم خویش قدیم ترین فرقہ کہتا ہے غیر مقلدین کا ہے، جس کا مقصد بھی شیعوں کی طرح اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ہے اور یہ ان کا محبوب اور پسندیدہ ترین مشغلہ ہے جس کی تاریخ ولادت اور پس منظر ہم آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔

غیر مقلدین کی تاریخ ولادت اور اس کا پس منظر

ہر فرقہ خواہ وہ نومولود ہی کیوں نہ ہو اپنی قدامت کا دعویٰ کرتا ہے، غیر مقلدین کا بھی دعویٰ ہے کہ وہ اسلام میں سب سے زیادہ قدیم بلکہ اصل وہی ہیں باقی تمام فرقے بعد کی پیداوار ہیں۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خانصاحب بھوپالی ترجمان الوہابیہ کے ص ۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

اہل حدیث تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں ان میں سے کسی نے بھی کسی ملک میں جھنڈا اس جہاد اصطلاحی کا کھڑا نہیں کیا اور نہ ان میں کوئی حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا بلکہ سب کے سب تارک الدنیا تھے۔ (ص ۲۱)

اس بیان سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) اہل حدیث کا طائفہ تیرہ سو سال سے چلا آتا ہے۔

(۲) اہل حدیث نے کبھی جہاد نہیں کیا۔
(۳) اہل حدیثوں میں کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔
(۴) اہل حدیث تیرہ سو برس سے خاں صاحب کے زمانہ تک سب کے سب تارک الدنیا تھے۔

اہل حدیث اپنی تاریخ پر جتنا چاہیں فخر کریں، مگر کم از کم یہ مسلمانوں کی تاریخ نہیں ہے یہ صحابہ کرام اور تابعین، ائمہ دین، محدثین ومفسرین اور مجاہدین اسلام کی تاریخ نہیں ہے اور اللہ کی راہ میں سر کٹانے والوں کی تاریخ نہیں ہے، یہ تاریخ اہل حدیث (غیر مقلدین) کو مبارک ہو۔

مگر کوشش کرنے کے باوجود ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ اہل حدیث کے تیرہ سو سال سے چلے آنے کا کیا مطلب ہے؟ اگر مطلب یہ ہے کہ حدیث چونکہ تیرہ سو سال سے موجود ہے لہٰذا اہل حدیث بھی تیرہ سو سال سے موجود ہیں تو پھر اہل قرآن بھی اسی دلیل سے کہہ سکتے ہیں کہ اہل قرآن کا فرقہ تیرہ سو سال سے چلا آ رہا ہے اس لئے کہ قرآن تیرہ سو سال سے موجود ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان بے چاروں کو کہیں کسی کتاب میں اصحاب الحدیث یا محدث کا لفظ مل گیا تو خوش ہو گئے اور جھٹ سے اپنا مسلکی سلسلۂ نسب ان سے جوڑ دیا، ہم چونکہ اس مختصر رسالہ میں بات کو طویل نہیں کرنا چاہتے اس لئے ہم خود انہیں کے اکابر کے کلام سے یہ بات ثابت کریں گے کہ اس فرقہ کا وجود ڈیڑھ سو سال سے قبل کہیں نظر نہیں آتا۔ فرقۂ غیر مقلدین کی ولادت کا پس منظر معلوم کر کے آپ کو حیرت ہوگی کہ شیعوں اور غیر مقلدین کے پس منظر میں کس قدر یکسانیت اور اتحاد ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ شیعہ فرقہ صیہونیت اور استعماریت کے ناجائز ملاپ کا نتیجہ اور پیدا کردہ ہے اور فرقۂ غیر مقلدین ان کا پروردہ۔

نواب صاحب بھوپالی کا اعتراف

کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد (غیر مقلد) متبع سنت حدیث وقرآن پر چلنے والا بے وفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو جتنے لوگوں نے غدر میں شر وفساد کیا

اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدین مذہب حنفی تھے۔

(ترجمان الوھابیہ ص ۲۵)

نواب صاحب بھوپالی مرحوم کی یہ تاریخی شہادت بھی ناظرین ملاحظہ فرمالیں۔

یہ لوگ (اہل حدیث) اپنے دین میں وہی آزادی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا، خصوصاً دربار دہلی میں جو سب درباروں کا سردار ہے۔

(ترجمان الوہابیہ ص ۳۲)

مولوی نذیر حسین کے لئے انگریز کمشنر کی چٹھی

خیال رہے کہ چٹھی انگریزی میں ہے اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ یہ چٹھی میاں صاحب نے جب حج کا ارادہ کیا تھا تو ان کو یہ خوف ہوا کہ مخالفین انھیں پریشان کریں گے تو انھوں نے اپنی حفاظت کی خاطر کمشنر دہلی سے جو انگریز تھا ایک چٹھی لی۔

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے۔ اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کیلئے مکہ جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی مدد چاہیں گے وہ ان کی مدد کرے گا کیونکہ وہ کامل طور پر اس مدد کے مستحق ہیں۔

(ترجمان الوہابیہ ص ۸۳)

ناظرین! ذرا آپ سینہ پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ ملک وملت کیلئے آزادی کی جد وجہد کرنے والوں کو تختۂ دار پر چڑھایا جا رہا تھا اور مجاہدین سر بکف اور کفن بردوش ہو کر اپنی جانیں قربان کر رہے تھے اور غیر مقلدین حضرات انگریزی سرکار کی چھتر چھایہ تلے مزے اڑا رہے آخر اس کی کوئی تو وجہ ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں نے ہندوستان کے عام مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے اور انگریزوں کے خلاف ان کی جد وجہد کو کمزور کرنے کے لئے اس فرقہ کو کھڑا کیا اور ہر قسم کی عنایتوں سے نوازا۔

(المآثر شمارہ نمبر ۳ ھ ۹۶ بحوالہ غیر مقلدین کی ڈائری ص ۹۴)

نومولود طائفہ غیر مقلدین کی عمر ڈیڑھ سو سال سے زیادہ نہیں!

تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل ہندوستان میں غیر مقلدین کا نام ونشان نہیں تھا، غیر مقلدیت کی وبا اس وقت شروع ہوئی جب ہندوستان کے بعض علماء نے علامہ شوکانی کی شاگردی اختیار کی۔

نواب بھوپالی صاحب مرحوم "الحطہ فی ذکر صحاح الستہ" میں خود اعتراف کرتے ہیں:-

"یعنی اس زمانہ میں ایک فرقہ شہرت پسند، ریا کار ظہور پذیر ہوا ہے جو باوجود ہر طرح کی خامی کے اپنے لئے قرآن وحدیث پر علم وعمل کا مدعی ہے حالانکہ اس کا علم وعمل اور معرفت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے"۔ (ص ۶۷-۶۸)

مولوی عبدالجبار غزنوی کچھ اس طرح اعتراف کرتے ہیں۔

"ہمارے زمانے میں ایک فرقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو اتباع سنت کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ اتباع حدیث سے کوسوں دور ہے"۔ (مجموعہ فتاویٰ علماء اہل حدیث ج ۲، ص ۷۵)

مولانا عبدالرحمن فریوائی اپنی جماعت "غیر مقلدین" کے نومولود ہونے کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:-

"احیاء سنت کی تحریک تیرھویں صدی کے اواخر میں اپنی قوی ترین شکل (غیر مقلدیت) میں شروع ہوئی"۔ (جہود مخلصہ ص ۹۳)

نیز لکھتے ہیں:-

"اس علمی اور اصلاحی تحریک کی قیادت کی باگ ڈور وقت کے دو مجدد وامام نواب صدیق حسن بھوپالی اور امام سید نذیر حسین محدث دہلوی نے سنبھالی"۔

• گویا یہ تمام حضرات فرقہ غیر مقلدیت کے نومولود ہونے پر متفق ہیں۔

ناموں کے انتخاب کا اضطراب ان کے اندرونی اضطراب کا پتہ دیتا ہے۔

سب سے پہلے لامذہبیت کے ان علم برداروں نے خود کو موحد کہنا اور لکھنا شروع

لیا گو کہ اور لوگ موحد نہ تھے یہی نام ایک مدت تک باقی رہا پھر خدا جانے کس مصلحت کے پیش نظر اس نام کو خیر باد کہہ کر محمدی نام رکھ لیا، اسی نام سے اسلامی حلقوں میں انہیں جانا پہچانا جاتا تھا، اس دور میں جو کتابیں لکھی جاتیں وہ عموماً اسی محمدی نام کی طرف منسوب ہوتیں، مثلاً مذہب محمدی، تعلیم محمدی، دلائل محمدی، عقیدۂ محمدیہ، طریق محمدی، تعویذ محمدی، وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد جب نجد وحجاز میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کی تحریک اصلاح نے زور پکڑا اور پورے عالم اسلام میں محمد بن عبدالوہاب اور اس کی جماعت وتحریک کا چرچا ہونے لگا تو ان لوگوں نے اپنے نام "محمدی" کو ترک کر دیا کہ کہیں ان کی جماعت کا انتساب اسی "محمد بن عبدالوہاب" کی طرف نہ سمجھ لیا جائے جس سے اس جماعت کے سخت نظریاتی اختلاف ہیں۔ اب یہ طے پایا کہ نہ توحید کے علمبردار رہیں گے اور نہ محمد کے تابعدار کسی شخص کی طرف انتساب میں تقلید کی بو آتی ہے اس لئے اب ہم غیر مقلد رہیں گے، اور ایک عرصہ تک اسی نام پر فخر کیا جاتا رہا کہ ہمارا شیوہ کسی کے پیچھے چلنا نہیں ہم اپنی راہ خود بناتے ہیں، ہمارا طائر فکر مسلکی حدود وقیود سے آزاد کھلی فضاء میں اڑتا ہے نہ مکان متعین اور نہ سمت نہ راہ کا پتہ اور نہ منزل کا جس فضاء میں چاہیں اڑتے پھریں گے جس راہ پر چاہیں گے چلیں گے کبھی بریلیوں کی موافقت کرلیں گے تو کبھی شیعوں کی ہاں معتزلہ بھی کچھ برے نہیں ہیں ان کی راہ بھی تو ایک راہ ہے۔

پھر نہ جانے کیوں؟ اس نام سے بھی دل برداشتہ ہو گئے اور غیر مقلد کے بجائے اب اہل حدیث نام کا انتخاب کیا گیا، ان کے بزرگوں میں کوئی بھی سلفی یا اثری نام سے معروف نہیں تھا وہ لوگ جب تک زندہ رہے بس اہل حدیث نام پر جمے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ کی کتابوں، رسالوں، مدرسوں اور مسجدوں کے نام اسی نام سے موسوم کئے جاتے تھے اہل حدیث مذہب، تاریخ اہل حدیث، مدرسہ اہل حدیث، مسجد اہل حدیث، غرباء اہل حدیث، صحیفۂ اہل حدیث، اہل حدیث گزٹ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن جب جماعت کے اکابر گذر گئے اور نئی نسل وجود میں آئی تو اس وقت تک

اقتصادی دنیا میں انقلاب برپا ہو چکا تھا، خلیجی ریاستیں معاشی اعتبار سے تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن تھیں خصوصاً سعودی عرب میں ترقی اور خوشحالی کی رفتار اس قدر تیز ہوگئی کہ یہ خطہ اپنی خستہ حالی میں ہمیشہ سے معروف تھا چند ہی دنوں میں اپنی خوشحالی پر فخر و ناز کرنے لگا، اب غیر مقلدین کی نئی پود نے موقع کو غنیمت جانا، عرب میں شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی سلفی جماعت کا غلبہ تھا اور انہیں کے ہاتھوں میں ملک کا اقتدار بھی ان لوگوں نے طے کیا کہ کیا برا ہے اگر اہل حدیث نام کو چھوڑ سلفیت کی طرف ہم اپنا انتساب کر کے چور دروازے سے اس جماعت میں شامل ہو جائیں ایک آدھ جام مل ہی جائے گا یا جام نہ سہی درد تہ جام ہی سہی، جماعت کی تقدیر سنور جائے گی بس پھر کیا تھا غیر مقلدین اور اہل حدیث نام پر فخر کرنے والے دھڑا دھڑ سلفی اور اثری ہونا شروع ہو گئے اداروں اور تنظیموں کے نام بدلے جانے لگے۔

واقعہ یہ ہے کہ ناموں کا یہ اضطراب اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان کا اصل مذہب اور اصل عقیدہ اس قدر تاریکی اور خفا میں ہے کہ کوئی شخص اس سے آسانی سے واقف نہیں ہو سکتا تاہم کافی تگ و دو کے بعد جو چیز ہمارے مطالعہ میں آئی ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ترک تقلید کی ذہنیت نے اس جماعت کو کسی ایک ڈگر پر رہنے نہیں دیا کبھی یہ شیعوں کی راہ چلنے لگے اور کبھی قبر پرستوں کی اور کبھی اباحیت پسندوں کی راہ اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی صوفیاء کے دامن سے دامن باندھ لیتے ہیں۔

(خلاصہ ماخوذ آئینہ غیر مقلدیت)

غیر مقلدوں کے اہل حدیث بننے کی تاریخی شہادت

۱۸۵۷ء سے پہلے تک یہ جماعت غیر مقلدین کی نام سے کبھی بھی جانی پہچانی نہیں گئی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء سے پہلے ان کا وجود ہی نہیں تھا، انگریزی دور میں ان کی ولادت ہوئی تھی اور انگریز نے اپنی پرانی عادت ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کے مطابق مسلمانوں کی تحریک آزادی میں نقب لگانے کیلئے ان غیر مقلدوں کو جاگیر اور مناصب

اور نوابی دے کر ایک نئے مذہب کے طور پر کھڑا کیا تھا، ان کے ہاتھ میں آزادی مذہب اور عدم تقلید کا جھنڈا تھما دیا اور عام مقلدین کے خلاف مختلف انداز سے ان کی پشت پناہی کرتے رہے، ان کے دینی اور شرعی مسائل جمہور مسلمین سے الگ تھے اور ان کا عقیدہ بھی بالکل نئے قسم کا تھا جس سے مسلمانان ہند بھی واقف نہیں تھے، پہلے ان لوگوں نے اپنی جماعت کو موحدین کی جماعت کہا یعنی صرف یہ موحد بقیہ سب مشرک، مگر یہ نام چل نہ سکا تو انہوں نے خود کو محمدی کہنا شروع کیا مگر اس پر بھی زیادہ دن قائم نہ رہ سکے، پھر خود کو غیر مقلد مشہور کیا یہ ان کا مقلدین کے خلاف فخریہ نام تھا مگر یہ بھی ان کو راس نہیں آیا اس لئے کہ پورا ہندوستان مقلد اور ان کے بیچ میں تنہا یہ غیر مقلد ان کو جلد ہی محسوس ہو گیا کہ وہ تمام مسلمانوں میں اچھوت بن کر رہ گئے ان کے بعض عقائد کی بنا پر عوام نے ان کو وہابی کہنا شروع کر دیا وہابی کا لفظ ان کے لئے گالی سے بدتر تھا ان کو فکر ہوئی کہ اپنی جماعت کے لئے دل لبھاتا ہو چمچماتا ہوا اور تاریخ اسلام میں جگمگاتا ہوا نام ہو ان کو تاریخ اسلام میں کہیں (اہل الحدیث) کا نام نظر پڑ گیا بس اب کیا تھا یاروں نے جھٹ اپنے لئے اس کا انتخاب کر لیا اور خود کو اہل حدیث کہنے لگے، جس طرح منکرین حدیث خود کو اہل قرآن کہتے ہیں، مگر عوام کی زبان پر ان کا نام وہابی ہی چڑھا رہا، اب اس پریشانی میں کیا کریں؟ تو ان کو اپنے آقائے ولی نعمت، انگریز بہادر یاد آئے جن کی خدمت گذاری عرصہ سے چلی آرہی تھی استمداد اور اعانت کیلئے انگریزی سرکار کا دروازہ کھٹکھٹایا اور انگریزی سرکار سے "اہل حدیث" نام الاٹ کرانے کے چکر میں لگ گئے۔ غیر مقلدین کے ایک بڑے اور معتبر عالم صاحب نے انگریزی سرکار کی خوشی حاصل کرنے کے لئے نسخ جہاد میں "الاقتصاد" نامی ایک کتاب لکھ ڈالی جس میں ثابت کیا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا حرام ہے یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہو سکتا، ایک نواب صاحب نے "ترجمان وہابیہ" نامی کتاب لکھی جس میں انگریزوں سے لڑنے والوں کے خلاف خوب خوب زہر اگلا، غرض انگریزی سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے تمام ذرائع استعمال کئے گئے، اور جب سرکار کو اپنی وفاداری کا یقین دلا دیا اور سرکار ان کی وفاداری پر ایمان لا چکی تو

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے جماعت غیر مقلدین کے مقتدر علماء کی رائے اور دستخط سے اپنی جماعت کیلئے ''اہل حدیث'' کا لقب الاٹ کرانے کیلئے سرکار کی خدمت میں درج ذیل متن کی درخواست پیش کردی جو سرکار انگریزی نے منظور کرلی درخواست کا متن یہ تھا۔

برطانیہ سرکار سے ''اہل حدیث'' نام الاٹ کرانے کی درخواست کا متن بخدمت جناب سکریٹری گورنمنٹ۔

میں آپ کی خدمت میں سطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا خواستگار ہوں ۱۸۸۶ء میں میں نے اپنے ماہواری رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ لفظ وہابی جس کو عموماً باغی اور نمک حرام کے معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا اس لفظ کا استعمال مسلمانان ہند کے اس گروہ کے حق میں جو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور ہمیشہ سے انگریز سرکار کے نمک حلال اور خیر خواہ رہے ہیں اور یہ بات بار ہا ثابت ہو چکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کی جا چکی ہے۔

ہم کمال ادب اور انکساری کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے اور ان کو اہل حدیث نام سے مخاطب کیا جائے۔

اس درخواست پر فرقۂ اہل حدیث کے تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط ثبت ہیں۔ (اشاعۃ السنۃ ص ۲۴، جلد ۱۱ شمارہ ۲ بحوالہ غیر مقلدین کی ڈائری)

عقیدۂ امامت میں شیعہ اور غیر مقلدین میں توافق و یکسانیت

شیعوں کے نزدیک عقیدۂ امامت

پہلے ہم شیعوں کے عقیدۂ امامت کو بیان کرتے ہیں، اس کے بعد غیر مقلدین کے عقیدۂ امامت سے موازنہ کر کے یہ واضح کریں گے کہ دونوں فرقوں کے عقیدۂ امامت میں کس قدر ہم آہنگی ہے۔

شیعہ مذہب کا محور عقیدۂ امامت ہے

شیعہ مذہب میں عقیدۂ امامت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، بقیہ تمام عقیدے اسی عقیدۂ امامت کی صیانت وحفاظت کے لئے تصنیف کئے گئے ہیں، اہل تشیع کے نزدیک امامت کا عقیدہ توحید و رسالت کے عقیدہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ عقیدۂ امامت عماد الدین (دین کا ستون) ہے اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ نبی پر لازم ہے کہ امام کا تعین خود کرے، قوم کے حوالہ نہ کرے، اور یہ کہ امام نبی کی طرح معصوم ہوتا ہے، شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی کی امامت کی تصریح فرمائی تھی اور حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کی امامت اور حضرت حسن نے اپنے بھائی حضرت حسین کی امامت کی اور حضرت حسینؓ نے اپنے بیٹے علی کی اور علی بن حسین نے اپنے بیٹے ابو جعفرؒ کی اور محمد نے اپنے بیٹے جعفر کی امامت کی اور جعفر نے موسیٰ کاظم کی اور موسیٰ کاظم نے اپنے بیٹے علی رضا کی امامت کی اور انہوں نے اپنے بیٹے محمد تقی کی امامت کی اور انھوں نے اپنے بیٹے علی نقی کی امامت کی اور انہوں نے اپنے بیٹے حسن عسکری کی امامت کی اور انہوں نے اپنے بیٹے محمد بن حسن عسکری کی امامت کی تصریح فرمائی تھی۔ یہ کل بارہ امام ہیں انھیں کی طرف شیعوں کا مشہور فرقہ امامیہ منسوب ہے جس کو اثنا عشریہ بھی کہتے ہیں۔ (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۱۰۶)

امام غائب کے بارے میں غیر مقلدین کا عقیدہ

امام غائب اور بقیہ اماموں کے بارے میں غیر مقلدین کا عقیدہ قریب قریب وہی ہے جو اہل تشیع کا ہے چنانچہ غیر مقلدین کی ایک مشہور عالم اور مقتدر ہستی نواب وحید الزماں صاحب اپنی کتاب "ہدیۃ المہدی" میں لکھتے ہیں:-

اگر سیدنا حضرت علیؓ اور معاویہ کے درمیان ہمارے زمانہ میں جنگ ہوتی تو ہم حضرت علیؓ کے ساتھ ہوتے، اس کے بعد حسن بن علی کے ساتھ پھر امام حسین بن علی کے

ساتھ ہوتے ان کے بعد علی بن حسینؓ کے ساتھ ان کے بعد امام باقر کے ساتھ ان کے بعد امام جعفر صادق کے ساتھ ان کے بعد حضرت امام موسیٰ کاظم کے ساتھ ان کے بعد امام علی بن موسیٰ کاظم کے ساتھ ان کے بعد امام محمد تقی کے ساتھ ان کے بعد امام محمد نقی کے ساتھ پھر ان کے بعد حسن عسکری کے ساتھ ہوتے اور اگر ہم باقی رہے تو انشاء اللہ اپنے امام غائب محمد بن (عبد اللہ) حسن عسکری کے ساتھ ہوں گے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۰۲)

اور سنئے موصوف تحریر فرماتے ہیں:-

یہ بارہ امام ہیں اور در حقیقت یہی حکمراں ہے جن پر نبی کریم ﷺ کی خلافت دین کی ریاست ختم ہوتی ہے یہ آسمان علم ویقین کے آفتاب ہیں۔

(ہدیۃ المہدی ص ۱۰۲)

جناب حیدآبادی صاحب اس فصل کو ان دعائیہ کلمات پر ختم فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا مَعَ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْاَثْنَیْ عَشَرَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی حُبِّهِمْ اِلٰی یَوْمِ النُّشُوْرِ۔

”اے اللہ ان بارہ اماموں کے ساتھ ہمارا حشر فرما اور قیامت تک ان کی محبت پر ہمیں ثابت قدم رکھ“۔

ناظرین آپ ذرا غور فرمائیں:

کیا مذکورہ کلام میں شیعی عقائد کے جراثیم صاف معلوم نہیں ہو رہے ہیں؟ کیا اس کلام میں شیعیت کی روح صاف نہیں جھلک رہی ہے؟ کیا اہل سنت والجماعت کے کسی فرد کا یہ عقیدہ ہو سکتا ہے!!

مصائب اور تکالیف کے وقت امام غائب سے فریاد رسی

غیر مقلدین بھی شیعوں کی طرح امام غائب سے فریاد رسی کرتے ہیں چنانچہ غیر مقلدین کے ایک بڑے عالم حسن۔ کے بارے میں ”جھود مخلصہ“ کا غیر مقلد مؤلف لکھتا ہے۔

آپ علماء اہل حدیث کے مشہور علماء میں سے تھے علمی حلقوں میں آپ کی شہرت تھی زندگی بھر تصنیف وتالیف اور سنت وسلفیت کی اشاعت میں لگے رہے بدعات

وخرافات اور تقلید و مذہبی تعصب کے خلاف ہمیشہ لڑتے رہے۔ ۸۱/۱ (ایضاً ص ۱۴۳)

چنانچہ یہ بڑے عالم صاحب امام غائب کی شان میں اپنے ایک قصیدے میں لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

خوشی اور چڑھتے ہوئے دریا کا پانی خشک ہو گیا اسلام کی فرحت جاتی رہی اور سکون کے ہار کے موتی بکھر گئے وہ دن اور وہ نظام بدل گیا اے اللہ امام غائب کا ظہور تو اب ہونا ہی چاہئے کہ قافلہ اسلام کا نہ آج کوئی رہنما اور نہ اس کا کوئی جاجور۔

ناظرین! دیکھا آپ نے شیعیت کی کیسی روح بول رہی ہے۔ آپ ﷺ نے سچ فرمایا جس روح کا جس سے تعارف ہوتا ہے وہ آپس میں مل جاتی ہیں اور جن روحوں میں اجنبیت ہوتی ہے وہ ایک دوسرے سے دور رہتی ہیں۔ (صحیح بخاری ۱۰۶/۴)

جو امام کی بیعت کے بغیر مرا وہ جاہلیت کی موت مرا

غیر مقلدین کے علماء میں سے ایک مشہور عالم مولوی عبدالوہاب ملتانی جو جماعت غرباء اہل حدیث کے امیر اور میاں نذیر حسین صاحب دہلویؒ کے شاگرد خاص بھی ہیں تحریر فرماتے ہیں:-

جو امام کی بیعت کے بغیر مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا، اور جو امام وقت کی اجازت کے بغیر زکوۃ دے گا تو اس کی زکوۃ قبول نہ ہوگی۔ اور امام کی اجازت کے بغیر طلاق و نکاح بھی درست نہیں اور جو اس وقت (میرے علاوہ) مدعی امامت ہوگا وہ واجب القتل ہے۔ (مقاصد امامت ص ۱۴)

دیکھا آپ نے شیعہ اور غیر مقلدین کے نزدیک اس مسئلہ امامت میں کس قدر توافق ہے اہل تشیع کا بھی امامت کے بارے میں بعینہٖ یہی عقیدہ ہے امام ابن تیمیہؒ جن کے کندھے پر رکھ کر غیر مقلدین حضرات بندوق چلاتے ہیں امامت کے بارے میں شیعی عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ان کی حماقت یہ ہے کہ چند جگہیں متعین کر کے وہاں امام منتظر کا انتظار کرتے ہیں

اور بلند نعرے لگا کر ان کو نکالنے کا مطالبہ کرتے ہیں، حالانکہ اگر وہ موجود ہوتے اور انہیں نکلنے کا حکم ہوتا تو نکل آتے چاہے لوگ ان کو پکاریں یا نہ پکاریں۔ (منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۰)

علامہ ابن تیمیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

رہا ان ائمہ کی عصمت کا دعویٰ کرنا تو اس پر کوئی دلیل ذکر نہیں کی گئی ہے ان کی عصمت کے صرف امامیہ اور اسماعیلیہ قائل ہیں اور ملحدین و منافقین نے ہی اس سلسلہ میں ان کو موافقت کی ہے۔ (ایضاً ج ۲ ص ۸۳)

عیش بہار کا ثواب بے شمار

ہم خرما و ہم ثواب

اہل تشیع کا مرغوب ترین اور پسندیدہ مسئلہ متعہ ہے جو تمام عبادتوں سے بڑھ کر عبادت اور تمام نیکیوں سے بڑھ کر نیکی ہے

متعہ کی حقیقت

مرد و زن کا جنسی تسکین حاصل کرنے کیلئے آپس میں معاہدہ کر لینا، یہ معاہدہ چند دنوں کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور چند گھنٹوں کیلئے بھی، نہ اس میں ولی کی اجازت کی ضرورت اور نہ گواہوں کی بس دونوں فریق تنہائی میں بیٹھ کر وقت اور فیس طے کر لیں اور آپس ہی میں ایجاب وقبول کر لیں اور بس

متعہ میں طلاق کی بھی ضرورت نہیں ہوتی تائم اور وقت پورا ہونے پر خود بخود جدائی واقع ہو جائیگی۔ جدائی کے بعد نہ وارثت اور نہ عدت اور نہ نان ونفقہ

بقول امام جعفر" کرایہ دار عورت ہے" اسلام کی نظر میں یہ زنا بالرضاء ہے، برٹش عہد میں اور شیعہ ریاستوں میں لائسنس یافتہ عورتیں یہ کار خیر کراتی تھیں،

ناظرین کرام! ذرا آپ غور فرمائیں زنا کی جتنی شکلیں ہو سکتی ہیں ان میں سے

سوائے زنا بالجبر کے کون سی شکل باقی رہ گئی، زنا تو عام طور پر ہوتا ہی رضامندی سے ہے، جب کوئی شخص طوائف کے یہاں کوٹھے پر جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ طرفین سے رضامندی ہوتی ہے، اور فیس بھی طے ہوتی ہے اگر عیش بہار کا وقت بھی مقرر کرلیا جائے تو اسی کا نام متعہ ہے اور اس تعین وقت کیلئے ضروری نہیں وہ لمبی مدت ہی ہو چند منٹ بھی ہو سکتے ہیں اور چند گھنٹے اور چند دن بھی، اگر ایک شخص داد عیش دے کر فارغ ہو جائے تو فوراً ہی دوسرا شخص اسی طرح داد عیش دے سکتا ہے اور یہ آمد و رفت کا سلسلہ پوری رات جاری رہ سکتا ہے

شیعہ حضرات نہ صرف یہ کہ اس کو زنا تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس عمل پر اجر عظیم کا مستحق بھی قرار دیتے ہیں

ہمارے سامنے علامہ مجلسی کا رسالہ ہے جس کا ترجمہ "عجالۂ حسنہ" کے نام سے سید محمد جعفر قدسی نے کیا ہے اور ۱۹۱۴ء میں لاہور سے شائع ہوا ہے، اور ایک رسالہ "برہان متعہ" ہے جو ابوالقاسم ابن الحسین الحکی کی تصنیف ہے جو کہ ۱۳۰۵ھ کا مطبوعہ ہے "برہان متعہ" کا مؤلف لکھتا ہے:۔

بلے باباکرہ متعہ تازماں قلیل جائز است علی سبیل الکراہت مگر پدرش یا اقارب دیگرش راضی باشند پس مکروہ ہم نخواہد شد۔ (برہان متعہ ص ۵۵)

دیکھا آپ نے، اگر باکرہ لڑکی اپنے والدین کی اجازت کے بغیر چند گھنٹوں میں بہار عیش لوٹ کر آجائے تو صرف مکروہ ہے، اور اگر والدین کے علم میں بھی ہو تو مکروہ نہیں ہے بلکہ بہار عیش کا ثواب بے شمار ہے زنا و بدکاری ہر معاشرہ میں گھناؤنا اخلاقی جرم رہی ہے مگر شیعہ مذہب ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس میں زنا نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ افضل اعمال بھی ہے اور متعہ شیعہ حضرات کے نزدیک صرف مسلمہ ہی سے نہیں بلکہ یہودیہ اور نصرانیہ حتی کہ مشرکہ اور کافرہ سے بھی جائز ہے، اور متعہ کے لئے غیر شوہر دار ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ شوہر دار سے بھی متعہ کیا جا سکتا ہے، اور یہ بدکاری دو حقیقی بہنوں سے بیک وقت جائز ہے۔

مشہور رافضی مصنف (عاملی) نے جماعتی بدکاری کو فردی بدکاری پر ترجیح دی

ہے اس کو متعہ دوری کہتے ہیں، اس اجتماعی بدکاری کا طریقہ یوں بیان کیا ہے، ایک ہی عورت سے پانچ مرد بیک وقت متعہ (زنا) کر سکتے ہیں ایک فجر سے ظہر تک دوسرا ظہر سے عصر تک تیسرا عصر سے مغرب تک اور چوتھا مغرب سے عشا تک اور پانچوں عشا سے فجر تک۔

صاحب برہان متعہ تحریر فرماتے ہیں۔

اگر باز انیہ عقد متعہ کرد واجب نیست کہ از و دریافت نماید کہ آیا تو باشوہری یا بے شوہری یا در عدت کسے ہستی یا نہ، اگر چہ بقرائن گماں می شود کہ باشوہر یا با عدت است اعتبار ندارد تا ہنگام کہ یقیں اوشود۔ (ایضاً ص ۷۰)

ترجمہ:- متعہ کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ عورت سے یہ معلوم کیا جائے کہ تو شادی شدہ ہے یا نہیں یا کسی کی عدت میں ہے یا نہیں اگر قرائن سے معلوم ہو جائے کہ شوہر یا کسی کی عدت میں ہے اس کا اعتبار نہیں جب تک کہ یقین نہ ہو جائے۔

فرقۂ شیعہ چونکہ یہود کا ساختہ پرداختہ فرقہ ہے لہذا اس کے طور طریقوں کا پایا جانا ضروری ہے جس طرح یہود نے اپنے اقتدار و تسلط کے لئے تاریخ کے ہر دور میں جنس (Sex) کا سہارا لیا ہے ٹھیک اہل تشیع نے بھی اسی طرح انسانی معاشرہ کو کھوکھلا کرنے کے لئے زنا و بدکاری پر متعہ کا نقاب ڈال کر اس کو اعلیٰ ترین عبادت کا درجہ دے دیا، اور کلینی سے لے کر خمینی تک کے رافضی اہل قلم اس بات پر متفق ہیں کہ جو متعہ سے محروم رہا وہ جنت سے محروم رہے گا اور قیامت کے دن نکٹا اٹھے گا (یعنی ذلیل و خوار ہو کر) اور اس کا شمار خدا کے دشمنوں میں ہوگا۔

شیعوں کے بارے میں مسعودیؒ اور ابن عبدربہؒ کی رائے

مسعودی اور ابن عبدربہ لکھتے ہیں کہ ”رافضیت نواز تحریک صرف اعتقادی گمراہیوں تک محدود نہ تھی بلکہ عملاً اخلاقی حدود سے آزادی اس کیلئے لازم ملزوم تھی اور عوام میں اس بات کا شعور پیدا ہو گیا تھا کہ شراب و زنا اور رشوت مذکورہ تحریک کے لوازم اور کھلی علامات ہیں۔

(المسعودی مروج الذہب ج ۳ ص ۵۱۵ ابن عبدربہ العقد الفرید ج ۲ ص ۱۷۹)

باقر مجلسی نے زنا و بدکاری کی حلت و جواز کو سرور کائنات ﷺ کی طرف منسوب کر کے یہ روایت اپنی کتاب "منہج الصادقین" میں درج کی ہے اس شرمناک روایت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

جو ایک مرتبہ متعہ کرے گا وہ امام حسین کا درجہ پائے گا اور جو دو مرتبہ متعہ کرے گا وہ امام حسن کا درجہ پائے گا اور جو تین مرتبہ متعہ کرے گا وہ امیر المومنین کا درجہ پائے گا اور جو چار مرتبہ متعہ کرے گا وہ میرا درجہ پائے گا۔ (یعنی معاذ اللہ رسول پاک کا درجہ)

ایک دفع متعہ (زنا) کرنے سے ستر حج کا ثواب

باقر مجلسی متعہ (زنا) کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،
حضرت ﷺ نے فرمایا جس نے زن مومنہ سے متعہ کیا اس نے ستر مرتبہ کعبہ کی زیارت کی۔

(عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ ص ۱۴، ۱۶، لاہور)

اور سنئے اور داد عیش کی داد دیجئے، جس نے اس کار خیر (متعہ) میں زیادتی کی ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے مدارج اعلیٰ کرے گا، یہ لوگ بجلی کی طرح پل صراط سے گذر جائیں گے ان کے ساتھ ملائکہ کی ستر صفیں ہوں گی، دیکھنے والے یہ کہیں گے کیا یہ مقرب فرشتے ہیں؟ یا انبیاء و رسل ہیں؟ فرشتے جواب دیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سنت رسول پر عمل کیا یعنی متعہ کیا، اور یہ لوگ بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

(ایضاً ص ۱۷)

دیکھا آپ نے دین کے دیگر ارکان نماز روزہ حج زکوۃ میں سے کسی پر درجات کی بلندی اور بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخلہ کا وعدہ نہیں ہے اگر وعدہ ہے تو (متعہ) زنا و بدکاری پر مطلب یہ ہے کہ شیعہ حضرات کو جنت میں داخلہ کے لئے کچھ

کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف متعہ (زنا) جیسے کار خیر میں کثرت کرنے سے بغیر حساب وکتاب جنت میں داخلہ کی گارنٹی ہے۔ یہ تھے باقر مجلسی جنہیں گذرے ہوئے تقریباً چار سو سال ہو چکے ہیں۔ اب ذرا عصر حاضر کے مجلسی "خمینی" کو سنئے، خمینی صاحب نے متعہ (زنا) کی فضیلت میں ایک کتاب تحریر فرمائی ہے۔ جس کا نام "تحریر الوسیلہ" ہے لکھتے ہیں کہ:

"زنا کار عورتوں (طوائف) سے متعہ جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ خصوصاً جب کہ وہ مشہور پیشہ ور طوائف ہوں، اگر اس سے متعہ کر لے تو چاہئے کہ اس کو بدکاری کے پیشہ سے منع کرے۔　(تحریر الوسیلہ ج ۲ ص ۲۹۲)

اسی کتاب کے ص ۲۹۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ متعہ کم سے کم مدت کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے مثلاً صرف ایک رات کے لئے یا ایک دن کے لئے، اور اس سے کم وقت یعنی گھنٹہ دو گھنٹہ کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے بہر حال مدت اور وقت کی تعیین ضروری ہے خواہ اقل قلیل ہی کیوں نہ ہو۔

ناظرین! آپ ملاحظہ فرمائیں خمینی صاحب کی مذکورہ صراحت اور وضاحت کے بعد اب زنا کی کونسی شکل باقی رہ گئی آپ یہ تو سابق میں معلوم کر ہی چکے ہیں کہ متعہ میں نہ گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ اولیاء کی اجازت کی بس فریقین کا راضی ہو جانا کافی ہے اور فیس طے کر لینا بھی ضروری ہے تا کہ اجرت مجہول نہ رہے، ممتوعہ اگر متعہ کے نتیجے میں حاملہ ہو جائے تو متعہ کرنے والے مرد کی بچہ کی کفالت یا پرورش کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی، سارا بار زن ممتوعہ پر ہوتا ہے، مرد تو بہار عیش لوٹ کر اور فیس ادا کر کے الگ ہو جائے اور بس!

اہل سنت والجماعت متعہ کی حرمت پر متفق ہیں جن بعض علماء سے ابتداء متعہ کے جواز کا قول منقول ہے ان کا رجوع بھی ثابت ہے لیکن چونکہ غیر مقلدین اور شیعہ حضرات کا مسلکی رشتہ یکانگت ہے لہذا متعہ جیسے لذت بخش مسئلہ میں شیعوں سے کیسے

الگ ہو سکتے تھے۔

غیر مقلدین کا عقیدہ ہے کہ متعہ نص قرآنی سے ثابت ہے۔

چنانچہ نواب مولانا وحید الزماں صاحب حیدر آبادی غیر مقلد اپنی کتاب "نزل الابرار" میں لکھتے ہیں۔

المتعة ثابت جوازها بآية قطعية للقرآن۔

متعہ کا جواز قرآن کی قطعی آیت سے ثابت ہے۔ (نزل الابرار ج ۲ ص ۳۳،۳۰)

شیعہ اور غیر مقلدین کے درمیان توافق کی ایک اور مثال

جمہور مسلمانوں کے خلاف اور شیعوں کے موافق غیر مقلدین کا مدعیہ ہے کہ جمعہ کی اذان اول کا جسے حضرت عثمانؓ نے جاری کیا تھا انکار کرتے ہیں حالانکہ تمام صحابہ، تابعین اور ائمہ نے حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کی پیروی کرتے ہوئے حضرت عثمان کی پیروی فرمائی ہے "علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین" پھر دوسری بات یہ بھی مسلم ہے کہ امت محمد یہ بھی کسی گمراہی پر اتفاق کر کے جمع نہیں ہو سکتی صدیوں سے امت محمد یہ میں جاری اس عمل کی مخالفت البتہ ضرور گمراہی اور خلفاء راشدین کی مخالفت کے زمرہ میں آتی ہے۔ شیعہ اور غیر مقلدین کے علاوہ اس مسئلہ میں کسی اور سے انکار منقول نہیں ہے۔

شیعوں کا مذہب ہے کہ جمعہ کے دن دوسری اذان بدعت ہے اور بعینہ یہی غیر مقلدین کا مذہب ہے۔ (کنز الحقائق ص ۳۶)

جبکہ جمہور امت حضرت عثمان کے جاری کردہ اس عمل کی پیروی کرتے ہیں چنانچہ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:-

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو پہلی اذان کا عمل اختیار کیا لوگوں نے بعد میں اس پر اتفاق کیا اور چاروں مذاہب میں اسے اختیار کیا گیا جیسا کہ ایک امام پر لوگوں کو

جمع کرنے کا سلسلہ میں حضرت عمر کے جاری کردہ طریقہ پر اتفاق کیا۔

(منہاج السنہ ج ۳ ص ۲۰۴)

علامہ ابن تیمیہ اذان اول کو بدعت قرار دینے والے سے خطاب کر کے کہتے ہیں:-

یہ آپ کس بنا پر کہہ رہے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی شرعی دلیل کے یہ عمل انجام دیا؟۔ (ایضاً)

ایک جگہ فرماتے ہیں:-

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں نے اس کے استحباب پر حضرت عثمان کے ساتھ اتفاق کیا حتیٰ کہ حضرت علی کے ساتھیوں نے بھی اس کی موافقت فرمائی ہے جیسے حضرت عمار، حضرت سہل بن حنیف اور سابقین اولین سے تعلق رکھنے والے دوسرے بڑے صحابہ ہیں اگر یہ بڑے صحابہ اس کا انکار کردیتے تو کوئی ان کی موافقت نہ کرتا۔ (ایضاً)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

یہ اذان حضرت عثمانؓ کی جاری کردہ ہے اور مسلمانوں نے اس پر اتفاق کیا ہے اس لئے اسے اذان شرعی کہا جائے گا۔ (منہاج ج ۳ ص ۱۹۳)

حقیقت یہ ہے کہ موافقت اور مخالفت کا جذبہ انسان کے اپنے اندر پوشیدہ بغض ومحبت کے چشمہ سے پھوٹتا ہے۔ بہت سے مسائل میں صحابہ اور خلفاء راشدین کی مخالفت کر کے اور ان کی سنت اور دینی امور میں ان کی اتباع سے اعراض کر کے غیر مقلدین صحابہ کے بارے میں اپنے دل کے پوشیدہ بغض کی ترجمانی کر رہے ہیں۔

خطبہ میں خلفاء راشدین کا تذکرہ غیر مقلدین اور اہل تشیع کے نزدیک بدعت ہے۔

غیر مقلدین کے ایک نامور عالم نواب وحید الزماں صاحب حیدرآبادی اپنی کتاب "نزول الابرار" میں لکھتے ہیں

اہل حدیث خطبہ میں بادشاہ وقت اور خلفاء کے ذکر کا التزام نہیں کرتے کہ یہ بدعت ہے۔ (نزول الابرار ج ۱ ص ۱۵۳)

جس طرح اہل تشیع کے نزدیک خلفاء کا ذکر خطبہ میں بدعت ہے ٹھیک اسی طرح غیر مقلدین کے نزدیک بھی یہ ذکر بدعت ہے ، دیکھا آپ نے دونوں فرقوں کے درمیان کس قدر یکسانیت ہے، مجدد الف ثانی فرماتے ہیں،

خلفاء راشدین کا ذکر اگر چہ از ارکان خطبہ نیست مگر اہل سنت والجماعت کا شعار ہے خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر مبارک صرف وہی شخص چھوڑ سکتا ہے جس کا دل مریض ہو اور باطن خبیث۔ (مکتوبات ج ۲ص ۳۸-۳۹)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مسئلہ میں شیعہ اور ان کے ہمنواؤں پر بڑا سخت رد کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں

برسر منبر خلفاء کا ذکر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں تھا بلکہ ایک روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کے عہد میں بھی تھا۔ (منہاج ج ۲ص ۲۷)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:-

خلفاء راشدین کا ذکر مستحب ہے۔ (ایضاً)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:-

خلفاء راشدین کا ذکر معیوب کیسے ہوسکتا ہے جن سے اسلام میں کوئی افضل نہیں۔ (ایضاً)

ہم مضمون کے طویل ہونے کے خوف سے انہی چند حوالوں پر اکتفاء کر رہے ہیں مزید حوالوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی بات کو ان الفاظ پر ختم کر رہے ہیں۔ جمعہ کی اذان اول اور خطبہ میں خلفاء راشدین اور اکابر صحابہ کے ذکر کے بارے میں یہ تھا اہل سنت والجماعت کا مذہب اور یہ تھا سلفی مسلک، لیکن غیر مقلدین صحابہ اور اہل سنت والجماعت کے طریقہ کو شنیع سمجھتے ہیں اور اس کو کتاب وسنت کی اتباع خیال کرتے ہیں صحابہ کرام کے پاک باز قافلہ کے طریقہ کی شناعت کو اگر قرآن وسنت کی اتباع کا نام دیا جائے تو اسلامی تعلیمات کا تابناک عملی نمونہ تاریخ اسلام پھر کہاں سے پیش کرے گی؟۔

صحابہ کرام اور اہل تشیع وغیر مقلدین

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں

اہل تشیع اور غیر مقلدین کی بدزبانی

صحابہ کرام کے بارے میں شیعہ حضرات کا عقیدہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے کہ غیر مقلدین صحابہ کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ ہم اس مختصر مضمون میں مذکورہ دونوں فرقوں کے عقیدہ کا جائزہ لیں گے:

بعثت نبوی کے علت غائی اور اللہ کے رسول ﷺ کی عمر بھر کی کمائی کتب رسالت کے شاہکار، آفتاب ہدایت کے گوہر آبدار، ہدایت الٰہی کے فیضان، اسلام کے اعجاز اور قرآن کا انقلاب، حزب اللہ اور حزب الرسول حضرات صحابۂ کرام ہیں، اگر صحابہ نہ ہوتے تو خدا اور رسول کی معرفت نہ ہوسکتی، بلکہ خدا کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا، آپ ﷺ نے سچ فرمایا اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ لم تعبد ابداً (بخاری)

اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاک کردی گئی تو پھر تیری کبھی بندگی نہ ہوگی،

اہل ایمان سے دشمنی یہود کا شیوہ اور کافروں کی علامت ہے، شیعہ بھی چونکہ اپنی عادات واطوار عقائد خصوصیات کے اعتبار سے یہود کا ایک فرقہ ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعیت یہودیت ہی کا چربہ ہے، ابن عبدالبر صدیوں پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہودی اور رافضی ایک ہی سکہ کے دورخ ہیں، ابن عبدالبر نے یہودیوں اور رافضیوں کے درمیان عقائدی مماثلت ومشابہت کی نشاندہی کی ہے، لیکن ذرا فکری مشابہت ملاحظہ کیجئے۔

(۱) یہود خود کو اللہ کی پسندیدہ قوم تصور کرتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ یہودیوں کے علاوہ تمام انسان گوئیم (Gavim) ہیں یعنی حیوان ہیں جو یہودیوں کی

خدمت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کے مال و دولت کو لوٹنا جائز ہے۔

(۲) رافضی بھی بالکل یہی دعویٰ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کا تعلق اہل بیت سے ہے رافضیوں کے علاوہ تمام انسان ناصبی ہیں (یعنی ان کے عقیدہ کے دشمن ہیں اور ان کے اموال کو لوٹ لینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ کارِ ثواب ہے)۔

(۳) یہودی نسلی برتری و تعصب کے علمبردار ہیں، اور عربوں کو بڑی حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں رافضیوں کا بھی عربوں کے سلسلہ میں یہی نقطہ نظر ہے۔

(۴) یہودی اپنے آپ کو ہمیشہ سے مظلوم کہتے چلے آرہے اور وہ ایک زمانہ سے از سر نو تاریخ مرتب کرنے اور ان پر ظلم کرنے والوں کو سزائیں دینے کا مطالبہ کررہے ہیں، رافضیوں کا بھی ہو بہو یہی مطالبہ ہے فتنہ ایران کے سرغنہ خمینی متعدد بار ایک ایسے کمیشن کی تشکیل کا مطالبہ کرچکے ہیں جو رافضیوں پر بقول ان کے مظالم کرنے والوں کو سزائیں دے اور ان کے ٹولے کو اس کا جائز حقوق دلوائے۔

یہود اور شیعہ اسلام دشمنی میں مشترک ہیں

شیعہ یہود کے مانند مخلصین مومنین خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو کہ روئے زمین پر پاکیزہ اور اللہ کی پسندیدہ جماعت ہیں دلی بغض اور عداوت رکھتے ہیں، اللہ تعالی نے بھی قرآن کریم میں یہود و مشرکین کو مومنین کا شدید ترین دشمن بتایا ہے،

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوا۔ (پ۶ رکوع ۱۲)

ترجمہ:- اے مخاطب مومنین کا سخت ترین دشمن لوگوں میں سے یہود اور مشرکین کو پائے گا۔

یہود کے مانند شیعہ حضرات بھی صحابہ کرام کے سب سے بڑے اور بدترین دشمن ہیں کفار قریش کی صحابہ دشمنی قبول اسلام کے بعد محبت صحابہ میں تبدیل ہو سکتی ہے مگر شیعوں کی دشمنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جلائے جانے کے بعد بھی ہرگز نہیں بدل سکی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا اور مشکل کشا کہنے والی ایک جماعت کو حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلایا تھا مگر جلتے وقت بھی انہوں نے شرک و بغض نہ چھوڑا۔

شیعوں کی صحابہ دشمنی کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے

روی العیاشی عن الباقر علیہ الصلوٰۃ والسلام قال کان الناس اھل رِدّۃ الّا ثلاثۃ (ابوذر مقداد، سلمان) واَبَواَن یُبایعوا حتی جاء و ابامیر المومنین علیہ السلام مکرھاً فبایع (تفسیر صافی ص ۳۸۹ ج ۲ پ ۴)

"امام باقر فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ سوائے تین ابوذر، مقداد، سلمان کے مرتد ہو گئے تھے، انہوں نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا جب سب لوگ حضرت علی کو بھی لے آئے اور امیر المومنین نے بھی مجبوراً ابوبکر کی بیعت کر لی پھر ان صحابہ نے بھی امیر کی اتباع میں بیعت کر لی۔

مامقانی نے ارتداد صحابہ کی روایت کو متواتر کہا ہے (تنقیح المقال ص ۱۲۶ ج ۱)۔

تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت زین العابدین سے ان کے آزاد کردہ غلام نے کہا میرا جو آپ پر حق الخدمت ہے اس کی وجہ سے حضرت ابوبکر و عمر کا حال سنائے۔

حضرت فرمود ہر دو کافر بودند و ہر کہ ایشاں دوست دارد کافر است

(حق الیقین ص ۵۲۲)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں گستاخی

مجلسی اپنی کتاب حق الیقین میں رقمطراز ہے،

چون قائم زماں ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا بر وحد بزند و انتقام فاطمہ از و بکشد

ترجمہ :- جب قائم الزماں ظاہر ہوں گے عائشہ کو زندہ کر کے اس پر حد جاری کریں گے اور اس سے حضرت فاطمہ کا انتقام لیں گے۔

صحابہ پر طعن و تشنیع اور ان سے اظہار برأت شیعیت کا شعار ہے غیر مقلدین چونکہ

ان کے برادر خورد ہیں لہٰذا وہ شیعہ حضرات سے الگ اپنی راہ کس طرح بنا سکتے تھے؟
خلاصہ: غیر مقلدین میں رفض و تشیع کے جراثیم پوری طرح سرایت کئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے فقہی اور اعتقادی مسائل میں دونوں جماعتوں کے درمیان توافق پایا جاتا ہے اور یہی چیز دونوں فرقوں کے درمیان گہرے روابط کی نشاندہی کرتی ہے۔

دونوں فرقوں کے درمیان توافق کا نمونہ

شیعوں کے مانند غیر مقلدین بھی صحابہ کی ایک باوقار جماعت کو طعن و تشنیع اور باطنی خباثتوں کا نشانہ بنانے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتے غیر مقلدین کے اکابر بعض صحابہ کی شان میں گستاخانہ لب ولہجہ استعمال کر کے ان سے اپنی برأت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ کی شان میں غیر مقلدین کی بدزبانی

شیخ عبدالحق بنارسی کا نام کون نہیں جانتا غیر مقلدین کے مشہور و معروف عمائدین اور علماء میں سے ہیں آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ کی شان میں ان کے تشنیع زدہ الفاظ کو تاریخ نے محفوظ کر رکھا ہے، فرماتے ہیں۔
حضرت علی سے جنگ کر کے حضرت عائشہ مرتد ہو چکی تھیں، اگر بلا توبہ مری تو کفر پر مری۔ (کشف الحجاب ص ۲۱) بحوالہ آئینہ غیر مقلدیت ص ۲۳۹)
اور سنئے!
غیر مقلدین علماء میں سے نواب وحید الزماں صاحب حیدرآبادی لکھتے ہیں:
اس سے معلوم ہوا کہ بعض صحابہ بھی فاسق ہیں۔ (نزل الابرار ج ۳ ص ۹۴)
مذکورہ مشہور عالم صاحب حضرت امیر معاویہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:
یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امیر معاویہ کو نفوس مقدسہ پر قیاس کیا جائے، وہ نہ مہاجرین میں سے ہیں اور نہ انصار میں سے، اور نہ وہ نبی کریم ﷺ کے خدمت میں رہے، وہ تو ہمیشہ آپ ﷺ سے جنگ کرتے رہے اور اسلام لائے بھی تو فتح مکہ کے دن ذکر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت عثمانؓ کو مشورہ دیا کہ حضرت علی، زبیر

،اور طلحہ کو قتل کردیں، حیدرآبادی خان صاحب حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص کے بارے میں لکھتے ہیں:-

مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ معاویہ اور عمرو بن عاص دونوں باغی اور سرکش تھے

(رسالہ الجحدیث جلد ۹۲)

حضرات آپ نے ملاحظہ فرمایا کیسی خالص شیعیت بول رہی ہے۔

حکیم فیض عالم صاحب غیر مقلد، حضرت ابوذر غفاری کے بارے میں لکھتے ہیں،

اس شعر میں دوسرے نمبر پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام ہے جو ابن سبا کے کیونسٹ نظریہ سے متاثر ہو کر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹھ لیکر دوڑتے تھے۔

(خلافت راشدہ ص ۱۳۳)

یہی حکیم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے، پس آ ؤ سنو بہت صاف صاف اور موٹے مسائل میں بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ غلطی کرتے تھے ان مسائل کے دلائل سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بے خبر تھے۔ (طریق محمدی ص ۴۰)

آگے چل کر یہ باخبر حکیم بعض فقہی مسائل ذکر کر کے یوں گوہر افشانی کرتے ہیں:-

پھر بھی ان موٹے مسائل میں جو روز مرہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپ سے مخفی رہے

(ایضاً ص ۴۳)

ناظرین! دیکھا آپ نے کس قدر شیعیت جھلک رہی ہے اور اس پر بھی دعویٰ ہے کہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ صحابہ پر تبرا کرنے والا زندیق اور منافق ہے۔

(الکبائر للذہبی ص ۲۳۹)

جو صحابہ پر طعن کرے وہ ملحد اور اسلام کا دشمن ہے اس کا علاج اگر توبہ نہ کرے تو تلوار ہے۔

(اصول سرخسی ج ۲ ص ۱۳۴)

ابن تیمیہ فرماتے ہیں، ایسا شخص بدترین زندیق ہے۔ (فتاویٰ ج ۳ ص ۱۳۳)

ترمذی میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں سول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

"جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالی دیتے ہیں تو کہو:
"لعنت اللہ علی شرکم"
ایک دوسری روایت میں ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو دیکھو میرے بعد ان کو ہدف تنقید نہ بنالینا۔ (ترمذی شریف)

یہ ہے صحابہ پر تبرا کرنے والوں کے حق میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اور غیر مقلدین اس عقیدہ سے کوسوں دور ہونے کے باوجود جب اپنا انتساب اہل سنت والجماعت اور اسلاف کی جانب کرتے ہیں تو ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی ایسے ہی لوگوں کے بارے میں علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

یہ لوگ اپنے مدعوین کو تشیع کی دعوت دیتے ہیں اور روافض نے جن چیزوں کو واجب کیا ہے ان کی پابندی اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے ان کو حرام سمجھنے کی تاکید کرتے ہیں پھر اسکے بعد وہ لوگ ان کو آہستہ آہستہ اسلام سے نکال کر ہی دم لیتے ہیں۔
(آئینہ غیر مقلدیت ص ۲۴۳)

یقیناً ان لامذہبوں کی تخریبی دعوت کا یہی مقصد ہے، یہ لوگ اپنی مفسدانہ تحریکوں کو سلفیت کے خوبصورت لباس میں پیش کر کے امت اسلامیہ کے سادہ لوح مسلمانوں کو دین سے پھیرنے کا کاروبار کرتے ہیں۔

اور کل تک جو دھندا شیعہ اور خوارج کیا کرتے تھے وہ آج اس فرقہ غیر مقلدین نے سنبھال لیا ہے، اسطرح ان فرقوں کو غیر مقلدین سے کافی تقویت پہنچ رہی ہے، اور سچی بات یہ ہے کہ اگر غیر مقلدین نے توہین صحابہ کے علاوہ کوئی اور جرم نہ بھی کیا ہوتا تو یہی ان کو گمراہ ہونے کے لئے کافی تھا لیکن سینکڑوں قسم کی ضلالتوں میں مبتلا ہونے کے باوجود دعویٰ ہے کہ ہم اصلی مسلمان ہیں۔

خلفاء راشدین کے بارے میں عقیدہ غیر مقلدین اور اہل تشیع میں توافق

اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔

اسی طرح اہل سنت والجماعت کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ حضرات صحابہ تمام امت میں افضل ہیں اور ان میں سابقین اولین افضل ہیں یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس میں اہل سنت کا کوئی اختلاف نہیں ہے چنانچہ عقیدہ طحاویہ میں ہے۔

ونثبت الخلافة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم اولاً لابي بكر الصديق رضي الله عنه تفضيلاً له و تقديماً على جميع الامة۔

(شرح عقیدہ الطحاوی ص ۵۳۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور تمام امت پر مقدم ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم اولاً خلافت ان کیلئے ثابت مانتے ہیں اور عقیدہ طحاویہ کی شرح میں ہے۔

وترتيب الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم اجمعين في الفضل كترتيبهم في الخلافه۔ (ص ۵۳۸)

اور فضیلت میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ کے درمیان وہی ترتیب ہے جو خلافت میں ان کی ترتیب ہے، عقیدۃ الطحاویہ ہی کی شرح میں ایک اور جگہ ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو شخص حضرت علی پر مقدم نہیں مانتے گا وہ در حقیقت انصار اور مہاجرین پر عیب لگائے گا، (کیونکہ انصار مہاجرین دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے) (ایضاً) اب آپ غیر مقلدین حضرات کی رائے بھی سنئے شیعہ حضرات کی رائے اور عقیدہ سے کس قدر ہم آہنگ ہے ہدیۃ المہدی کا مؤلف یوں رقمطراز ہے:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق حضرت صدیق اکبرؓ، پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت

عثمانؓ پھر حضرت علیؓ پھر حضرت حسنؓ بن علی، ان پانچوں میں سے عند اللہ کون افضل و ارفع ہے؟ یہ ہمیں معلوم نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک کے بکثرت فضائل ہیں، البتہ سیدنا حضرت علیؓ اور حضرت حسن کے فضائل کی کثرت ہے اسلئے کہ یہ صحابی ہونے اور اہل بیت ہونے دونوں فضیلتوں کے جامع ہیں یہی محققین کا قول ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۹۴)

اہل سنت والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ خلفائے راشدین کی افضلیت خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے لیکن اس کے متعلق ہدیۃ المہدی کے مؤلف لکھتے ہیں۔

اکثر اہل سنت والجماعت رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے افضل صدیق اکبر پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو قرار دیتے ہیں لیکن مجھے اس پر کوئی قطعی دلیل نہیں مل سکی۔ (ہدیۃ المہدی ص ۹۴)

حضرت [illegible] کا یہ قول کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر صدیق اکبرؓ پھر حضرت عمرؓ [illegible] در میں تو مسلمانوں میں ایک عام آدمی ہوں ان کا یہ قول تواضع پر محمول ہے۔

(ہدیۃ المہدی ص ۵۵)

[illegible]رت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی مشہور کتاب ''ازالۃ الخفاء'' میں اہل سنت کی ترجمانی [illegible]تے ہوئے خلفائے راشدین کی افضلیت حسب ترتیب خلافت ثابت کی ہے نواب وحید الزماں اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترجیح اور فضیلت دینے پر حضرت شاہ صاحب نے کوئی قطعی دلیل پیش نہیں کی ہے جو جو انہوں نے ذکر کیا ہے وہ سب اندازے اور تخمینہ کی باتیں ہیں جو اس مقام پر مناسب نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۵۵)

اور اہل سنت کے عقیدہ پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

یہ نہ کہا جائے کہ شیخین کی افضلیت ایک اجماعی مسئلہ ہے کہ علماء نے اس کو اہل سنت والجماعت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے اس لئے کہ اجماع کا دعویٰ ہمیں تسلیم ہی نہیں ہے، اجماع کیلئے کوئی مستند دلیل ہونی چاہئے یہاں مستند دلیل کہاں ہے؟

(ہدیۃ المہدی) بحوالہ وقفة مع اللامذهبية)

خلفائے راشدین کی افضلیت کے بارے میں یہ ہے غیر مقلدین کا عقیدہ جو شیعوں کے عقیدہ سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔

غیر مقلدین کے مذہب میں صحابہ کا قول حجت نہیں

اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ کتاب وسنت کے بعد صحابہ کا قول حجت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خلفاء راشدین کی سنت کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے، حضرات صحابہ کے اقوال اور ان کے طریقوں کو ترک کرنا روافض ہی کا شعار ہے۔

غیر مقلدین بھی اس سلسلہ میں روافض اور شیعوں کی راہ پر گامزن ہیں ان کے دل حضرات صحابہ کے ساتھ بغض ونفرت سے بھرے ہوئے ہیں، ان کے عجیب عقائد کا علم ان کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے ہوتا ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں ہے، جمہور اہل سنت کی مخالفت کرتے ہوئے اقوال صحابہ سے استدلال کو درست نہیں مانتے نواب بھوپالی صاحب کا ارشاد سماعت فرمائیں۔

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام کی تفسیر سے دلیل قائم نہیں ہوسکتی بالخصوص اختلاف کے موقعہ پر۔ (بدورالاہلہ ص ۳۹)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:-

''صحابی کا فعل حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا'' (اتحاف النبلاء ص ۲۹۲)

نواب صاحب کے صاحبزادے نورالحسن لکھتے ہیں:-

''اصول میں یہ بات طے ہوچکی ہے کہ صحابی کا قول حجت نہیں'' (عرف الجادی ص ۱۰۱)

اور میاں نذیر حسین صاحب لکھتے ہیں:-

''صحابہ کے افعال سے استدلال نہیں کیا جاسکتا'' (فتاویٰ نذیریہ ص ۱۹۲ ج ۱)

غیر مقلدین حضرات صحابہ کرام کے اقوال اور افعال سے استدلال کو درست نہیں مانتے اور اس معاملہ میں خلفاء راشدین تک کو مستثنیٰ نہیں کرتے۔

غیر مقلدین حضرات خود کو سلفیوں میں شمار کرانے اور چور دروازے سے داخل

ہونے کی بڑی سرتوڑ محنت اور کوشش کر رہے ہیں اور تقیہ کا نقاب ڈال کر اس بات کے باور کرانے میں کہ ہمارا عقیدہ اور مسلک وہی ہے جو سلفیوں کا ہے پوری کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ حضرات سلفیوں سے بہت دور اور روافض اور شیعوں سے زیادہ قریب ہیں جیسا کہ ہم نے ان کے بہت سے عقائد و مسائل میں شیعوں کے ساتھ توافق اور ہم آہنگی کو دلائل کے ساتھ ثابت کر دیا ہے۔

جیسا کہ مذکور ہوا کہ غیر مقلدین صحابہ کے قول وفعل کو حجت نہیں مانتے اور ان کے قول وفعل سے استدلال کا مطلقاً انکار کرتے ہیں۔

اس کے برخلاف علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم جو کہ سلفیوں کے امام اور مقتدا شمار ہوتے ہیں، حضرات صحابہ کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں اور خلفاء راشدین کے جاری کردہ طریقہ اور عمل کو سنت قرار دیتے ہیں اور ان کے مخالف کو اہل سنت والجماعت سے خارج سمجھتے ہیں، علامہ ابن تیمیہ نے ''منہاج السنہ'' اور اپنے فتاویٰ میں اس مسئلہ پر کافی تفصیلی کلام کیا ہے ایک جگہ فرماتے ہیں۔

خلفاء راشدین کی سنت بھی ان چیزوں میں داخل ہے جن کا اللہ اور رسول نے حکم دیا ہے۔ اس پر بہت سے شرعی دلائل موجود ہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج۴ ص۱۰۸)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مروی ہے:-

ہمارے نزدیک سنت کے اصول وہ ہیں جن پر صحابہ کرام تھے۔ (منہاج ج۳ ص۱۵۵)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:-

حضرات صحابہ کرام علم، عقل، دین اور فضل میں ہم سے فائق ہیں اپنی رائے کے بجائے ہمارے لئے ان کی رائے زیادہ بہتر ہے۔ (منہاج ج۳ ص۱۵۸)

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:-

''حضرات صحابہ کا جب کسی بات پر اتفاق ہو جائے تو وہ بات باطل نہیں ہو سکتی۔ (منہاج ج۳ ص۶۶)

اور فتاویٰ میں فرماتے ہیں:-

کتاب وسنت میں غور کرنیوالا یہ بات اچھی طرح جانتا ہے اور اس پر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق بھی ہے کہ عمل قول، اور عقیدہ غرضیکہ ہر فضیلت میں سب سے بہتر پہلا زمانہ تھا (یعنی نبی کریم ﷺ کا زمانہ) پھر ان کے بعد کے لوگوں کا زمانہ (یعنی تابعین کا دور) اور پھر ان سے متصل لوگوں کا زمانہ (یعنی تبع تابعین کا دور) جیسا کہ مختلف طرق سے نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے، حضرات صحابہ علم وعمل عقل، ایمان، دین، بیان، اور عبادت غرضیکہ ہر فضیلت میں سب سے افضل ہیں اور ہر پیچیدہ مسئلہ کی وضاحت اور بیان کے لئے بہتر واولیٰ، یہ ایک ایسی بات ہے جس کو کوئی انتہائی بے دھرم، اور گمراہ آدمی ہی رد کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ ج ۴ ص ۱۵۷)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

کتاب وسنت اور اجماع کی دلالت کی بنا پر حضرات صحابہ امت میں سب سے اکمل ہیں اسلئے آپ امت میں کسی بھی شخص کو اسطرح نہیں پائینگے کہ جو حضرات صحابہ کی فضیلت کا معترف نہ ہو، اس مسئلہ میں اختلاف اور نزاع کرنے والے۔ جیسا کہ روافض ہیں در حقیقت جاہل ہیں۔ (منہاج، ج ۱، ص ۱۶۷)

مسئلہ اجماع غیر مقلدین اور اہل تشیع کا توافق

غیر مقلدین کی ایک گمراہی یہ ہے کہ وہ اجماع کے منکر ہیں، ان کے نزدیک اسلامی عقیدہ کے اصول صرف کتاب وسنت ہیں حتی کہ اجماع صحابہ کے بھی منکر ہیں ان کا یہ عقیدہ بھی شیعوں کے ساتھ توافق اور مسلکی موافقت کا مظہر ہے شیعہ اور غیر مقلدین کے علاوہ کوئی فرقہ ہمارے علم میں ایسا نہیں کہ جس نے اجماع کا انکار کیا ہو وہ اجماع کہ جس کے اصول دین ہونے پر حضرات صحابہ، خلفاء راشدین اور پوری امت کا اتفاق ہے، علامہ ابن تیمیہ روافض پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اجماع تمہارے (روافض کے) نزدیک حجت نہیں ہے۔

(منہاج السنہ ج ۳ ص ۲۶۶)

بہر حال انکار اجماع روافض کا مذہب ہے، اہل سنت کا مذہب نہیں، غیر مقلدین بھی اس مسئلہ میں شیعوں کیساتھ ہیں، ان کے عقیدہ کی تفصیل نواب نورالحسن نے '' عرف الجادی '' میں کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

دین اسلام کی اصل صرف دو ہیں منحصر ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ۔

(عرف الجادی ص ۳)

ایک مقام پر لکھتے ہیں:-

اجماع کوئی چیز نہیں ہے۔ (عرف الجادی: ۳)

اور فرماتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اجماع کی اس ہیبت کو دلوں سے نکال دیں جو دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ (ایضا)

جو اجماع کا دعوٰی کرتا ہے تو اس کا یہ دعوٰی بہت بڑا ہے کیونکہ وہ اس کو ثابت نہیں کرسکتا۔ (ایضا)

ایک اور جگہ رقمطراز ہیں:-

حق بات یہ ہے کہ اجماع ممنوع ہے۔ (ایضا)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:-

اجماع جس کا وقوع اور ثبوت ممکن ہے ہم اسے حجت شرعیہ تسلیم نہیں کرتے۔ (ایضا: ۶)

یہ تھا غیر مقلدین کا عقیدہ انکار اجماع کے سلسلہ میں، رہا اس بارے میں سلفیوں کا عقیدہ تو وہ غیر مقلدین کے بالکل برخلاف ہے، سلفی حضرات اجماع کو ایک دلیل شرعی سمجھتے ہیں، علامہ ابن تیمیہ کی کتابیں پڑھنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں ہے، علامہ ابن تیمیہ کا ایک قول ابھی گزرا، کہ صحابہ جس بات پر اجماع کرلیں وہ بات باطل نہیں ہوسکتی، ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:-

'' حضرت امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کا ایمان نقل متواتر سے ثابت ہے اور اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔ (فتاوی ج ۴ ص ۴۵۳)

ایک جگہ صحابہ کی ایک جماعت کی پاک بازی کے متعلق فرماتے ہیں:-
"یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سلف کے اجماع سے ثابت ہے۔"
(فتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۳)

ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:-
کئی اہل علم نے اس بات پر علماء کا اجماع ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ علیؓ سے اعلم تھے۔ (ایضاح ج ۴ ص ۳۸۹)

مذکورہ عبارتوں کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ دوسرے تمام اہل سنت والجماعت کی طرح اپنی تالیفات میں "اجماع" سے استدلال کرتے ہیں اور حق بات یہ ہے کہ جس امر پر صحابہ خصوصاً خلفاء راشدین اجماع کرلیں اس کا انکار کرنا زندقہ الحاد اور ناحق ہی کی بنیاد پر ہوسکتا ہے، افسوس یہ ہے کہ غیر مقلدین نے الحاد نفاق اور رافضیت سے بڑا وافر حصہ پایا ہے اگر چہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ سلفی اور داعی سنت ہیں۔

ایک مجلس کی تین طلاقین

ایک مجلس کی تین طلاقوں کے عدم وقوع کا مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے کہ جس میں شیعہ اور غیر مقلدین حضرات ایک ہی صف میں کھڑے اور ایک ہی فضا میں اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ایک مجلس کی تین طلاقوں کا واقع ہوجانا جمہور کا متفق علیہ اور اجماعی مسئلہ ہے سوائے روافض اور خوارج کے غیر مقلدین حضرات ذہنی طور پر شیعہ حضرات سے بہت زیادہ قرب رکھتے ہیں اس لئے یہ حضرات بھلا شیعی مسلک سے کیسے الگ رہ سکتے ہیں؟

غیر مقلدین کو شذوذ کا ایسا چسکہ لگا ہوا ہے کہ اجماع صحابہ، تابعین و تبع تابعین بلکہ اجماع امت کی بھی پرواہ نہیں کرتے،

حافظ بدالدین محمود احمد العینی الحنفی المتوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں کہ جمہور علماء کا جن میں تابعین اور اتباع تابعین اور بعد کے حضرات شامل ہیں یہ مذہب ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوں گی، اور یہی امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ، امام ابوثور، اور امام ابوعبیدہ کا مذہب ہے۔ (عمدۃ القاری، ج۹، ص۵۳۷)

حافظ ابن قیم جن کو غیر مقلد حضرات اپنے مذہب کا رکن یمانی سمجھتے ہیں لکھتے ہیں:- "امام ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم اللخمی الشطی نے کتاب الوثائق الکبیر تصنیف فرمائی ہے اور اس جیسی کتاب اس دور میں تصنیف نہیں کی گئی، اس کتاب میں موصوف لکھتے ہیں"۔

الجمهور من العلماء على انه يلزمه الثلاث وبه القضاء وعليه الفتوى وهو الحق الذى لاشك فيه۔　(اغاثۃ ص۳۲۶)

ترجمہ:- جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں اس پر لازم ہیں یہی فیصلہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی حق ہے، جس میں کوئی شک نہیں،

امام محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی المالکی (المتوفی ۱۱۲۲ھ) لکھتے ہیں کہ:-

والجمهور على وقوع الثلاث بل حكى ابن عبدالبر الاجماع قائلاً ان خلافه شاذاً لايلتفت اليه انتهىٰ (زرقانی شرح مؤطا ج۳ ص۱۶۷ مصری)

ترجمہ:- جمہور تین طلاق کے وقوع کے قائل ہیں بلکہ امام ابن عبدالبر نے یہ کہتے ہوئے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس کے خلاف قول شاذ ہے اس کی طرف التفات نہیں کیا جا سکتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ جمہور اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوں گی اور اس اجماع کے خلاف قول شاذ ہے، جس کی طرف نگاہ اٹھانے اور التفات کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔

امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کا یہی مذہب ہے اور حضرت علیؓ سے بھی ایک روایت یہی ہے بلکہ صحیح روایت ہی حضرت علیؓ سے یہی ہے اور یہی مذہب حضرت عثمانؓ کا نقل کیا گیا ہے۔ (تعلیق المغنی ج ۲ ص ۴۳۰)

اور فقہائے اربعہ اور جمہور سلف وخلف کا یہی مسلک ہے۔

(سبل السلام ج ۳ ص ۲۱۴)

قاضی محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ میں کہ علماء غیر مقلدین میں ایک اہمیت بلکہ مقتدیٰ کا درجہ رکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ جمہور تابعین اور حضرات صحابہ کرام کی اکثریت اور ائمہ مذاہب اربعہ اور اہل بیت کا ایک طائفہ جن میں حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب بھی ہیں یہی مذہب ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

(نیل الاوطار ج ۶ ص ۲۴۵)

اور لطف تو یہ ہے کہ مشہور ظاہری محدث امام ابو محمد بن حزم ظاہری تین طلاق کے وقوع کے قائل ہیں ملاحظہ ہو محلی اور حافظ ابن القیم لکھتے ہیں کہ:-

وخالفهم ابومحمد بن حزم فى ذلك فاباح جمع الثلاث اوقعها ،

(اغاثۃ اللهفان) (ج ۱ ص ۳۲۹)

اہل ظاہر کے ساتھ امام ابو محمد بن حزم نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کیونکہ ابن حزم اکٹھی تین طلاقوں کو جمع کرنے اور ان کے وقوع کے جواز کے قائل ہیں غیر مقلدین حضرات کو جن عمائدین پر بڑا ناز ہے اور جن ستونوں پر غیر مقلدیت کا قصر سوداء قائم ہے وہی چھت کے نیچے سے نکل گئے اور چھت زمین پر آ رہی ہے۔

؎ گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

نواب صدیق حسن خان صاحب (المتوفی ۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ امت مرحومہ جب کسی چیز کی نقل پر متفق ہو جائے تو وہ خطا سے معصوم ہوگی۔

(الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ ص ۱۷)

ان نصوص اور صریح حوالوں کے بعد حضرات صحابہ کرام اور امت مرحومہ کے اجماع سے اعراض واغماض کرنا کسی صورت میں درست نہیں ہوسکتا کیونکہ حق ان کے ساتھ ہے دیکھا آپ نے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کے واقع ہونے پر صحابہ تابعین اور اتباع تابعین اور ائمہ فقہ نیز ائمہ حدیث متفق ہیں حتی کہ ابن حزم ظاہری بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں، ہاں البتہ غیر مقلدین کے برادر بزرگ اور خود غیر مقلدین جمہور علما و محدثین سے الگ ہیں اور کیوں نہ ہوں؟ ان دونوں فرقوں کے وجود میں آنے کی علت غائی ایک ہے، اور وہ ہے امت میں اختلاف پیدا کرکے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنا۔

شیعہ حضرات کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی ہیں اہل تشیع کی مشہور و معروف کتاب فروع کافی میں ہے۔

عن ابی جعفر علیه السلام قال ایاک والطلقات الثلاث فی مجلس فانهن ذوات ازواج۔ (ج ۲ ص ۱۷۸، ۹)

ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جن عورتوں کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی گئی ہوں ان سے نکاح کرنے سے بچنا کیونکہ وہ خاوند والی ہیں (یعنی ابھی تک وہ پہلے شوہر پر حرام نہیں ہوئیں)۔

ہم اس مسئلہ کو مزید حوالہ جات نقل کرکے طول دینا نہیں چاہتے اور نہ اس مختصر کتابچہ کی تنگ دامانی اس کی اجازت دیتی ہے بس آخر میں ادارۃ بحوث علمیہ افتاء ودعوت وارشاد ریاض کا فتوی نقل کرکے اپنی بات کو ختم کرتے ہیں۔

چند سال قبل ادارۃ بحوث علمیہ افتاء و دعوت وارشاد ریاض کے سامنے بھی یہ مسئلہ آیا تھا اور، وہاں کے تمام اکابر علماء واعیان نے یہ فیصلہ صادر کردیا کہ طلاق ثلث والے مسئلہ میں حق جمہور کے ساتھ ہے اور علامہ ابن تیمیہ وابن القیم کی رائے قابل نفاذ و عمل نہیں ہے اس مسئلہ کی مکمل بحث سہ ماہی مجلّہ، بحوث اسلامیہ دارالافتاء ریاض (سعودیہ) کے ص ۳ جلد اول میں شائع ہوچکی ہے اور سعودی حکومت کے

تمام قضاۃ و حکام جمہور کے موافق ہی فیصلے کرتے ہیں (والحمدللہ علی ذلک)

غیر مقلدین حضرات نہ صرف طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں بلکہ اور بھی بہت سے مسائل میں جمہور امت، ائمہ فقہ، محدثین کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں اور خلیجی ممالک میں جا کر چہرے پر سلفیت کا نقاب ڈال کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور مکر وفریب کے ذریعہ کوشش کرتے ہیں کہ چور دروازہ سے طائفۂ سلفیہ میں شمار ہو کر سعودیہ سے لاکھوں اور کروڑوں ریال حاصل کریں اور ان کی یہ کوشش ان کے مکر وفریب کے ذریعہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہے، مگر اب تلبیسات کا پردہ چاک ہونا شروع ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے نقلی چہرہ اتر کر اصلی چہرہ سامنے آنے لگا ہے۔

دعاء ہے کہ پروردگار تمام اہل اسلام کو حق پر قائم رہنے کی اور قرآن وحدیث صحیح طور پر سمجھنے اور جمہور علماء امت کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

محمد جمال بلند شہری مقیم حال میرٹھ
استاذ دار العلوم دیوبند
۸ محرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ اپریل ۲۰۰۱ء